پنجاب میں
خواتین زرعی مزدوروں کی اجرتوں کا جائزہ

ساؤتھ ایشیاء پارٹنرشپ،پاکستان

پنجاب میں
خواتین زرعی مزدوروں کی اجرتوں کا جائزہ

اسد شاکر

ساؤتھ ایشیاء پارٹنرشپ، پاکستان
حبیب میموریل ٹرسٹ بلڈنگ، ناصر آباد، 2 کلومیٹر رائیونڈ روڈ، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور۔
فون نمبر: 042-35311701-3,5-6 فیکس: 042-35311710 ای میل: info@sappk.org

تحریر:	اسد شاکر
ایڈیٹر:	انور چودھری
ٹانکل آرٹ ورک:	محبوب علی
کمپوزلے آؤٹ:	تبسم شہزاد
تاریخ:	اپریل 2010ء
تعداد:	2000
پرنٹر:	شیخ غلام علی اینڈ سنز
ناشر:	ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ، پاکستان

کینیڈین انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی (CIDA) اور
سوئس ایجنسی برائے ڈویلپمنٹ اینڈ کوآپریشن (SDC) کی مالی معاونت کا شکریہ

مندرجات

پیش لفظ

1- تعارف

2- تحقیق سے متعلقہ مواد کا جائزہ

3- تجزیہ

4- سفارشات

حوالہ جات

ضمیمہ جات

پیش لفظ

پاکستان کے دیہی علاقوں کی اکثریت کھیت مزدوروں پر مشتمل ہے اور ان کا ایک بڑا حصہ خواتین ہیں۔ یہی لوگ سب سے زیادہ غریب اور محروم ہیں۔ ان کو اجرتیں بہت کم ملتی ہیں۔ وہاں تو صورتِ حال اور بھی زیادہ خراب ہے جہاں گھر کے تمام معاملات کا انحصار عورتوں کی زرعی مزدوری سے حاصل ہونے والی آمدن پر ہوتا ہے۔ مختلف مطالعاتی جائزوں سے بھی اس بات کی تصدیق ہوئی ہے کہ ان گھرانوں میں مفلسی اور بھی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ عورتوں کو محنت کی اُجرت کم ملتی ہے۔ یہ زمین کی ملکیت کے حق سے بھی محروم ہیں۔ جن خواتین کے نام زمینیں ہیں وہ بھی اپنی مرضی سے نہ تو انہیں بیچ سکتی ہیں اور نہ ہی ان پر اپنا کوئی اور اختیار استعمال کر سکتی ہیں۔ کھیت مزدور خواتین کے پاس نہ تو زمین ہے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی ہنر ہے۔ وہ تمام چیزیں جو ان کا حق ہیں یہ ان سے محروم ہیں۔ انہیں صحت، تعلیم اور روزگار کی کوئی سہولیات حاصل نہیں ہیں۔

اس ساری صورتِ حال کو صحیح طور پر دیکھنے کے لئے ہم نے پنجاب کے چھ اضلاع ساہیوال، لودھراں، بہاولپور، رحیم یار خان، لیہ اور بھکر میں سروے کیا ہے۔ دراصل ہم چاہتے تھے کہ زرعی مزدوروں بالخصوص خواتین مزدوروں کو دی جانے والی اجرتوں کے متعلق بنیادی معلومات اور حقائق سامنے آ سکیں تا کہ ہم انہیں حکومت اور پالیسی ساز اداروں کے سامنے پیش کریں اور وہ اس حوالے سے ضروری اقدامات اٹھائیں۔ اس تحقیق کا مقصد دیہی علاقوں میں کام کرنے والی سول سوسائٹی کی تنظیموں میں یہ احساس پیدا کرنا بھی ہے کہ وہ کھیت مزدوروں خاص طور پر خواتین مزدوروں میں ان کے حقوق کے شعور کی مہم چلائیں اور انہیں منظم کرنے کی کوشش کریں۔

محمد تحسین

ایگزیکٹو ڈائریکٹر

1- تعارف

دنیا کے غریبوں کی اکثریت دیہی علاقوں میں رہتی ہے۔ زرعی مزدور طبقہ سماج کے غریب ترین طبقات میں سے ایک ہے۔ اکثریت کے پاس رہائش، صحت اور تعلیم کی سہولتوں کا فقدان ہے۔ دنیا میں تقریباً 1.1 ارب مزدور زرعی پیداوار میں مصروف عمل ہیں جن میں سے تقریباً آدھے اجرت لینے والے مزدور ہیں۔ ان میں سے کروڑوں صرف اتنا کماتے ہیں جس سے بمشکل ان کی گزر اوقات ہوتی ہے بلکہ بعض اوقات یہ بھی نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ ان کے حالاتِ کار بہت خراب ہیں اور انہیں کوئی تحفظ حاصل نہیں ہے۔ انہیں بیماریاں لگنے کے قوی امکانات ہوتے ہیں۔ ان کو گھر سے کھیت تک پہنچانے کے لئے جو ٹرانسپورٹ استعمال کی جاتی ہے وہ بہت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ عمومی مشاہدے کے مطابق زرعی مزدوروں کے حالاتِ کار انتہائی کٹھن ہوتے ہیں اور پھر روزگار کے عارضی ہونے کی وجہ سے یہ لوگ فکر مند بھی ہوتے ہیں۔ کام کے دوران ان کو مختلف خطرات درپیش ہوتے ہیں جیسے زہریلے کیڑوں کے کاٹنے کا خطرہ، خطرناک جانوروں کے حملے کا خوف وغیرہ۔ ان کے علاوہ زرعی کیمیکل دائمی بیماریوں اور زچگی سے متعلق مسائل کو جنم دیتے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کی نیشنل سیفٹی کونسل نے زراعت کے پیشے کو چند خطرناک ترین پیشوں میں سے ایک قرار دیا ہے۔ طویل اوقاتِ کار، انتہائی کم اجرتیں، بیماری اور مناسب حفاظتی انتظامات کا نہ ہونا ان کے چند بڑے مسائل ہیں۔

زراعت کے شعبہ کو پاکستان کی معیشت میں مرکزی مقام حاصل ہے۔ پاکستان کے جی ڈی پی میں زراعت کا حصہ 24 فیصد ہے اور یہ 42.8 فیصد آبادی کو روزگار فراہم کرتا ہے۔ معیشت کے بڑے حصے کا انحصار زراعت سے متعلق سرگرمیوں جیسے پیداوار اور تقسیم کاری وغیرہ پر ہے۔ مردوں کے ساتھ ساتھ دیہی خواتین کی بھاری اکثریت اس شعبہ میں کام کر رہی ہے۔ پاکستان میں کل دیہی خواتین کا 79.4 فیصد زرعی شعبہ میں کام کر رہا ہے۔

دیہی مزدوروں میں پاکستان کے دیہی علاقوں میں باقاعدہ اور غیر رسمی شعبوں میں موجود غیر منظم، کم اجرت یافتہ، ہنر مند اور غیر ہنر مند مزدور مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ زرعی مزدور وہ ہیں جو محنت کے بدلے زرعی پیداوار لیتے ہیں، خواہ ٹھیکے پر ہوں یا بغیر ٹھیکے کے، مستقل ہوں یا عارضی، خواہ انہیں نقد اجرت ملتی ہو یا جنس کی صورت میں۔ چھوٹے زمیندار جو خود اپنی زمینوں پر کام کرتے ہیں زرعی مزدوروں کے زمرے میں نہیں آتے۔ یہ قسم مزارعین سے بھی مختلف ہے کیونکہ مزارعین کو زیرِ کاشت زمین پر کچھ قانونی اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

پس منظر

دیہی مزدور جو 1951ء میں کل محنت کش افراد کا 1.1 فیصد تھے 1990ء میں بڑھ کر 27.24 فیصد ہو چکے تھے کیونکہ سبز انقلاب کے نتیجے میں مزارعین اور کسان دیہی مزدور بن چکے تھے۔ بے زمین کاشتکار جو ان زمینوں پر کئی دہائیوں سے کاشتکاری کر رہے تھے بے دخل کئے گئے اور انہیں کل وقتی زرعی مزدور بننا پڑا۔ نو آبادیاتی دور کے قوانین اور آزادی کے بعد کے قوانین دیہی مزدوروں کی قانونی حیثیت تسلیم نہیں کرتے۔ زرعی مزدوروں کے لئے کوئی خصوصی قوانین موجود نہیں ہیں۔ صنعتی مزدوروں کے لئے بنائے گئے قوانین کا اطلاق ان پر نہیں ہوتا۔ زرعی مزدوروں اور ان کے آجروں کے درمیان تعلق محض جابرانہ ہوتا ہے۔

ساٹھ کی دہائی کے اواخر میں زرعی ٹیکنالوجی میں تبدیلیاں رونما ہوئیں جن سے پیداواری سطح پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ سبز انقلاب کے

نتیجے میں پیداوار میں ہونے والا اضافہ اس قدر نمایاں تھا کہ صرف چند برسوں میں نئی ٹیکنالوجی تمام علاقوں میں جہاں اس کا اطلاق ممکن تھا رواج پا چکی تھی۔ یہ بات بہت اہم تھی کہ پیداوار میں یہ اضافہ زرعی شعبے میں کوئی اداراتی تبدیلیاں لائے بغیر حاصل کیا گیا تھا۔ اس سے یہ تصور عام ہونے لگا کہ زرعی ترقی اداراتی اصلاحات کے بغیر بھی ممکن ہے اور یہ کہ پیچیدہ زرعی اصلاحات کے بغیر بھی ترقی کی جا سکتی ہے۔ تاہم جلد ہی یہ مفروضہ غلط ثابت ہو گیا۔ اس عمل کے جامع تر تجزیے سے ثابت ہوا کہ موجودہ زرعی نظام کی وجہ سے بے شمار رکاوٹیں پیدا ہوئیں اور یہ کہ سبز انقلاب کے اثرات نے زرعی نظام کو تبدیل کرنے کی ضرورت کو اور بھی نمایاں کر دیا۔ لیکن وہ غریب لوگ جن میں بہت سی توقعات پیدا ہوئی تھیں اور وہ پوری نہیں ہوئیں، زرعی اصلاحات کے پورے عمل کے دوران سب سے زیادہ نقصان میں رہے۔ بے زمین کاشتکار اور پٹے پر کاشتکاری کرنے والوں پر زرعی اصلاحات سے کوئی اثر نہیں ہوا، صرف چند مخصوص علاقوں میں انہیں زمین کی الاٹمنٹ سے فائدہ پہنچا۔ بہت سے تحفظ یافتہ مزارعین خود کاشتکاری کی جانب منتقلی کے عمل میں اپنے حقوق سے محروم ہو گئے اور بہت سے اسی زمین پر کاشتکاری کر رہے تھے مگر پہلے سے کم فوائد کے ساتھ۔ اس سے غریب طبقے پر ناموافق اثرات پڑے۔ جاگیرداروں کی جگہ تجارتی سطح کے کاشتکاروں نے لے لی جس کے نتیجے میں روایتی مزدوری کی جگہ ٹھیکے پر مزدوری رائج ہوئی۔ اس طرح دیہی مزدور اس معمولی سماجی تحفظ سے بھی محروم ہو گئے جو انہیں زمیندار کے ساتھ باہمی تعلق کے ذریعے حاصل تھا۔ انہیں بغیر کسی تحفظ کے زندگی کی جدوجہد میں اُتار دیا گیا۔ منڈی کی صورتِ حال کے مطابق وہ صرف نقصان ہی اٹھا سکتے تھے۔

ایسی تبدیلیوں سے پیداواری شرحوں میں ایک بنیادی تبدیلی رونما ہوئی۔ زمینداروں نے دیکھا کہ پٹے پر کاشتکاری کرانے کے پرانے طریقے کے تحت نصف نصف کی شرح تناسب بہت مہنگی پڑتی ہے۔ پیداوار کی نئی شرح کے حساب سے نصف کی ادائیگی کی صورت میں وہ کاشتکار کو پہلے کی نسبت تقریباً دگنی رقم کے برابر ادائیگی کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ پٹے پر کاشتکاری کرنے والوں کا ایک بنیادی کام یہ تھا کہ وہ بیلوں کی جوڑی پالیں، جو اب ٹریکٹر کی وجہ سے بے فائدہ ہو گیا تھا۔ زمیندار نے اس شرح تناسب میں تبدیلی کی کوشش کی کیونکہ اب اسے صرف افرادی محنت کی ضرورت تھی جانوروں کی نہیں۔ زمینداروں نے مزارعوں کو بے دخل کرنا شروع کر دیا اور ان میں سے کچھ کو زرعی مزدوروں کے طور پر دوبارہ ملازمت پر رکھ لیا گیا۔ باقیوں کو صرف کٹائی کے وقت کام پر رکھا جانے لگا۔ بعض زمینداروں نے اس سے بھی بچنے کی کوشش کی اور مشترکہ طور پر کٹائی کی مشینیں خرید لیں۔

اس طرح زرعی اصلاحات سے یہ رجحان پیدا ہوا کہ کاشتکاری مزارع کی بجائے زمیندار کرے۔ مزارعوں کی تعداد تیزی سے کم ہوئی۔ زرعی مزدوروں کی اُجرت میں اضافہ ابتدائی برسوں میں برائے نام تھا اس لئے زمینداروں کو پیداوار میں اضافے سے اور بھی زیادہ فائدہ پہنچا۔ زراعت اس قدر نفع بخش کاروبار بن چکا تھا کہ شہروں کے امیر طبقے کے لوگوں نے بھی اس میں سرمایہ کاری شروع کر دی۔ زمینوں کی خرید و فروخت بڑھ گئی۔ زمیندار مزید زمین خریدنے یا کرائے پر لینے کی کوشش کرتے تا کہ اپنے منافع بخش کاروبار کو زیادہ سے زیادہ وسیع رقبے پر پھیلا سکیں۔

چھوٹے زمیندار طبقے کو سبز انقلاب سے بہت فائدہ پہنچا اور ان کی اپنی معاشی حالت میں واضح تبدیلی آئی۔ وہ لوگ جو پہلے سے ہی دولتمند تھے اور بھی امیر ہو گئے اور غریب اور امیر کے درمیان فاصلہ اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔ حکمران کے رویے میں تبدیلی اس سے بھی زیادہ اہم تھی۔ دولت کمانے کے بعد لالچ مزید بڑھ گیا اور بعض لوگوں نے سراسر تاجرانہ طریقے اختیار کر لئے۔ پہلے کی طرح کا پدرانہ کردار، مزدوروں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری، ختم ہو گئی اور مزدوروں کو جو تھوڑا سا تحفظ حاصل تھا وہ بھی نہ رہا۔

موضوع کی اہمیت

شروع دن سے ہی سیپ پاکستان کے کاموں کا مرکز و محور محروم طبقات کی بااختیاری رہا ہے جن میں غریب کسان (خواتین و مرد)، دیہی مزدور، عورتیں اور مذہبی اقلیتیں شامل ہیں۔ پاکستان کی 67.5 فیصد دیہی آبادی میں اکثریت خواتین و مرد کسانوں اور مزدوروں پر مشتمل ہے۔ یہ طبقہ اس لئے بھی اہم ہے کیونکہ یہ پاکستانی عوام کو روٹی مہیا کرتا ہے لیکن افسوس یہ لوگ ابھی تک اپنے بنیادی انسانی حقوق سے محروم ہیں۔ اس بے آواز اکثریتی آبادی کو بنیادی انسانی حقوق دیئے بغیر نہ تو ملک میں حقیقی جمہوریت پنپ سکتی ہے اور نہ ہی ملک ترقی کر سکتا ہے۔

جب ہم زرعی مزدوروں کی زندگیوں کو جاننے کی بات کرتے ہیں تو اس میں ان کی معاشی حیثیت پہلے سامنے آتی ہے۔ دراصل معاشی سرگرمی سے ان کے تمام معاملاتِ زندگی چل رہے ہوتے ہیں۔ ان کے سماجی تعلقات، ان کی اور ان کے خاندان کی صحت و تعلیم کے معاملات بھی درحقیقت ان کی معاشی حیثیت سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں لہٰذا اس اہم نوعیت کے معاملے کو سمجھنا اور جاننا بڑا اہم ہے۔ اسی تجسس نے ہمیں ان کو دی جانی والی اجرتوں کو جاننے کی طرف مائل کیا۔

موجودہ تحقیق بنیادی طور پر زرعی مزدوروں کی اجرتوں اور ان کے حالاتِ کار سے متعلق ہے۔ اس میں ایک تو صنفی سطح پر غور کیا گیا ہے جبکہ دوسری طرف مزدوروں کے حالاتِ زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دیہی مزدوروں کا ایک بڑا حصہ ان مزدور خواتین پر مشتمل ہے۔ اس لئے یہ سیپ پاکستان کے لئے انتہائی اہم موضوع ہے۔ اس تحقیق کے تحت سب سے زیادہ انٹرویو کپاس چننے والی خواتین سے کئے گئے۔ اس کے علاوہ کچھ کماد کی فصل میں مزدوری کرنے والے افراد سے کئے گئے اور کچھ چاول اور سبزیوں میں مزدوری کرنے والے افراد سے کئے گئے۔

جب ہم بنیادی انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں تو اس میں یہ بات آتی ہے کہ تمام انسان بلا امتیاز رنگ، نسل، ذات پات آپس میں برابر ہیں۔ تمام انسانوں کو بنیادی ضروریات جیسے صحت، تعلیم، روزگار وغیرہ ملنے چاہئیں۔ آزادی و عزت سے اچھے ماحول میں کام کرنے اور کمانے کو بنیادی انسانی حقوق کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ پاکستان کے دستور میں بھی یہ ہے کہ ریاست حالاتِ کار کو منصفانہ اور انسانی بنانے کو یقینی بنائے اور اس اصول کی تکمیل کہ ہر کسی کو اس کی اہلیت کے مطابق کام ملے (آرٹیکل 3)۔

یہ موضوع اس حوالے سے بھی اہم ہے کہ زرعی شعبہ میں مصروف مزدوروں کی اجرتوں کی صورتِ حال کا جائزہ لیا جائے کیونکہ اس حوالے سے بہت کم تحقیقی کام ہوا ہے۔ اس لئے یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ان کو دی جانے والی اجرتیں ان کی محنت کا جائز صلہ ہیں؟ کیا انہیں بنیادی انسانی حقوق حاصل ہیں؟ سیپ پاکستان کیونکہ خواتین کی بااختیاری کی بات کرتا ہے اس لئے اس میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ خواتین اور مردوں کو دی جانی والی مزدوری میں کہیں کوئی فرق تو نہیں ہے؟ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اپنے اس کام میں زیادہ خواتین کو شامل کیا ہے۔ کپاس کی چنائی خواتین کا کام ہے۔ اس لئے خواتین کی اجرتوں کی صورتِ حال کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ اس میں جن چند نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے ان میں مندرجہ ذیل شامل ہیں:

- زرعی مزدوروں کی عمومی معاشی صورتِ حال کیا ہے؟
- ان کو مختلف فصلوں کے سیزن میں کتنے دن کام مل جاتا ہے؟
- ان کو کتنے گھنٹے روزانہ کام کرنا ہوتا ہے؟
- ان کو اجرتیں کس حساب سے ملتی ہیں؟
- کیا یہ اجرتیں ٹھیک ہیں یا کم؟